www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

شرک کی بنیاد "ایک متنازع روایت"

روایت ہے کہ امام بخاری اس بات کے قائل ہیں کہ جب کسی کا پیر سن ہو جائے تو یا "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کہے تو اس کا پاؤں درست ہو جائے گا۔

الفاظ یہ ہیں

"بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهُ"

یعنی باب یہ ہے کہ آدمی پاؤں سن ہو جائے تو کیا کہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا' تو ایک شخص نے ان سے کہا جو آدمی آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لیجئے انہوں نے کہا "یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم (اردو ترجمہ ادب المفرد' ص ۲۸۱ اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی کراچی)۔۔۔۔۔ ادب المفرد کے دوسرے نسخے میں حرف ندا "یا" مذکور نہیں ہے۔ یعنی صرف "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (الدین الخالص صفحہ ۱۶۰ جلد نمبر ۲)

اول تو بلاشبہ سنداً" یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ اس کی سند میں ابو اسحٰق السبیعیؒ اور سفیان ثوری مدلس راوی موجود ہیں۔ اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ مدلس راوی جب "عَنْ" سے روایت کرے گا تو اس کی روایت ضعیف ہوگی۔ کیوں کہ مدلس کا عَنْ سے روایت کرنا علت قادحہ ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں جناب زبیر علی زئی صاحب کا مضمون "تین روایات کی تحقیق" (ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۱۹۹۱)

ضعیف ہونے کے باوجود بھی اس روایت کا وہ مفہوم نہیں ہے جو سمجھا گیا ہے کیونکہ اس روائت میں "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے اور مدد طلب کرنے کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ یاد کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کے الفاظ بتاتے ہیں' "اُذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ" یعنی جو شخص سے تم سب سے زیادہ محبت کرتے ہو اسے یاد کرو۔ اور یہ ایک نفسیاتی علاج ہے کیوں کہ پاؤں کا سن ہونا خون کی گردش رکنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور انسان کو جو شخص محبوب ہو اس کا ذکر آتے ہی خون کی گردش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیز ہوجاتی ہے اور اس طرح پاؤں کا سن ہونا ختم ہوجاتا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظ اللہ کا مضمون" نداء لغیر اللہ شرک و بدعت ہے یا نہیں"؟(۳۔ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ صفحہ ۱۳ ' ۱۴)چنانچہ مولانا روم نے بھی اپنی مثنوی میں ایک واقعہ اس کی تائید میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ شہزادہ جسے حکماء نے لا علاج بیمار قرار دے دیا تھا۔ اور کسی حکیم کو اس کی بیماری کا اصل سبب دریافت نہیں ہورہا تھا۔بادشاہ نے انتہائی تلاش کے بعد ایک حکیم کو بلوا کر شہزادے کا علاج کروانا چاہا ۔ تو حکیم شہزادے کی نبض ہاتھ رکھ کر مختلف لڑکیوں کے نام لینا شروع کردیئے ٹھیک اس وقت جب اس لڑکی کا نام لیا گیا جس سے وہ محبت کرتا تھا تو گردش خون تیز ہونے کی وجہ سے اس کی نبض تیز ہوگئی۔ اس طرح حکیم نے شہزادے کی مرض کا اصل سبب معلوم کرکے بادشاہ کو بتادیا۔

یہ واقعہ اس بات کی ٹھوس دلیل ہے کہ اس روایت میں "ندا" کے بعد اپنی سب سے زیادہ محبوب شخصیت کو ہی یاد کرتا ہے۔ "یا" کا اضافہ بے معنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مصائب و مشکلات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی یا ولی کو مدد کے لئے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ وہ ہماری مشکلات یا بیماری کو دور کرنے پہ قادر ہے۔ بلاشبہ یہ فعل شرک ہے اور اس کا مرتکب ۔ ۔ یقیناً مشرک ہے جس کی بخشش ناممکن ہے۔اللہ تعالیٰ کا دوٹوک فیصلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد کرہی نہیں سکتا

قرآن حکیم میں ایک جگہ نہیں۔ ایک اسلوب میں ہی نہیں بلکہ مختلف مقامات اور الگ الگ اسلوب میں انسان کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ کے سوا تمہاری مدد کوئی نہیں کرسکتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ (آل عمران : ۱۲۶' الانفال : ۱۰)اور نہیں ہے مدد مگر صرف اللہ کی طرف سے" نمازمیں اللہ تعالیٰ سے اقرار کرتے ہیں : ایاک نعبد و ایاک نستعین (الفاتحہ)

اے اللہ! ہم " صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔" اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ (مسند احمد ص ۲۹۳ ج ۱ ص ۳۰۳)' قرآن کریم سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام نے بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کی۔ (الانبیا : ۹۰) جناب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم غلطی سرزد ہونے کے بعد' جناب نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرنے کے بعد' جناب یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں سے' جناب ایوب علیہ السلام نے سخت بیماری میں' جناب ابراھیم علیہ السلام اور جناب ذکریا علیہ السلام نے اولاد کی آرزو میں اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اس سے مدد طلب کی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہ السلام بھی اللہ ہی کے محتاج اور اس کے در کے فقیر ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ سورۃ فاطر

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو بے نیاز اور تمام خوبیوں والا ہے۔"

اور اللہ کے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہر موقع پر اللہ ہی سے مدد طلب کی چنانچہ غزوہ بدر کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی عاجزی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگی تھی اور اس میں یہ بھی کہا تھا کہ "اے اللہ اگر آج یہ تیرے نام لیوا دنیا سے مٹ گئے تو پھر تیرا نام لینے والا دنیا میں کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اور یہ بھی فرمایا: اے اللہ تو نے جو (مدد کا) وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔" (صحیح مسلم کتاب الجہاد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّى مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِۦ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (الانفال ۹' ۱۰)

اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے اور اللہ نے تمہاری دعاؤں کو قبول فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہاری مدد کے لئے پے درپے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔ یہ بات اللہ نے تمہیں صرف اس لئے بتادی کہ تمہیں خوشخبری ہو اور تمہارے دل اس سے مطمئن ہوجائیں' ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے' یقیناً" اللہ زبردست اور دانا ہے۔"

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ ٱللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَن يَكْفِيَكُمْ أَن يُمِدَّكُمْ رَبُّكُم بِثَلَٰثَةِ ءَالَٰفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُنزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰٓ ۚ إِن تَصْبِرُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ ءَالَٰفٍ مِّنَ ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ ٱللَّهُ إِلَّا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِۦ ۗ وَمَا ٱلنَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْحَكِيمِ

(آل عمران : 123 تا 126)

ترجمہ :اور تحقیق اللہ جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کرچکا ہے حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے۔ لہذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو' امید ہے کہ اب تم شکرگزار بنو گے۔ یاد کرو جب تم (اے نبیؐ) مومنوں سے کہہ رہے تھے' کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد کرے؟ بے شک' اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمہارے اوپر چڑھ کر آئیں گے اسی آن تمہارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحب نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتادی ہے کہ تم خوش ہوجاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہوجائیں۔ فتح و نصرت جو کچھ ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی طاقت والا اور دانا و بینا ہے۔" ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۔ ۔ ۔ (التوبۃ: ۲۵)

"اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کرچکا ہے اور غزوہ حنین کے موقع پر بھی (تمہاری مدد کی تھی)" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر صفا پہاڑ پر چڑھ کر اور بیت اللہ کی طرف دیکھ کر اللہ کی وحدانیت بیان کی اور یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے۔

أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ (رواہ مسلم من حدیث جابر بن عبداللہ ' مشکوۃ باب قصۃ حجۃ الوداع)

" اللہ نے اپنا وعدہ پورا کردیا اور اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی اور اس اکیلے اللہ نے کافروں کے لشکروں کو شکست دی۔" اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہمیشہ اللہ ہی سے مدد مانگا کرتے تھے۔ اگر وہ خود مدد کرنے پر قادر ہوتے یا مدد کرنا ان کے اختیار میں ہوتا تو پھر انہیں اللہ سے مدد طلب کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدد کرنے کا اختیار نہیں رکھتے

جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالی سے مدد مانگا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِهٖٓ اَحَدًا (الجن ۲۰)

اے نبیؐ کہو کہ "میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔" اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی گئی۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (الجن: ۲۱،۲۲)

کہو "میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔" کہو "مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پاسکتا ہوں۔" اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (الاعراف: ۱۸۸)

اے نبیؐ ان سے کہو کہ "میں اپنی ذات کے لیے بھی کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ اللہ ہی جو کچھ چاہتا وہ ہوتا ہے۔" ان آیات سے ثابت ہوا کہ اپنا یا دوسروں کے نفع و نقصان کا اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں نہیں ہے۔ جناب ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپؐ نے مال غنیمت میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بڑا بھاری گناہ اور بڑا جرم قرار دے کر فرمایا کہ قیامت کے دن میں کسی کو ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر میاتی ہوئی بکری (مال غنیمت سے چوری کی ہوئی) سوار ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا بیٹھا ہوا ہنہنا رہا ہو اور وہ (مجھے دیکھ کر) پکارے

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْ اَبْلَغْتُکَ (صحیح بخاری: کتاب الجہاد ص نمبر ۵)

"میں تیری مدد کرنے کا ذرہ اختیار بھی نہیں رکھتا۔ میں تجھے تبلیغ کر چکا تھا" ظاہر بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے والے کوئی کافر و مشرک نہ ہوں گے بلکہ گناہ گار مسلمان ہوں گے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی مدد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ معلوم ہوا کہ مدد کرنا صرف اللہ کی صفت ہے وہی اپنے بندوں کی مشکل کشائی، دستگیری اور مدد فرماتا ہے اور اس کے علاوہ کائنات میں کوئی بھی مشکل کشاء، مددگار، دستگیر اور فریاد رس نہیں۔ اس حدیث نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کی تمام راہیں مسدود کر دی ہیں۔ البتہ جو نہ مانے تو اس کے لئے دلائل کے انبار بھی بیکار ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا محمدؐ پکارنے والے گستاخ رسولؐ ہیں

یہ حقیقت ہے کہ ماتحتُ الاسباب کسی سے بھی مدد مانگی جاسکتی ہے اور اس طرح کی مدد دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان سے مانگتا دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً" کسی سے پانی مانگنا' کسی سے کھانا طلب کرنا اور اس مدد مانگنے کو آج تک کسی نے بھی شرک قرار نہیں دیا بلکہ اس طرح کی مدد' امداد مانگنا جائز ہے لیکن مافوق الاسباب کہ ظاہر میں کوئی سبب موجود نہ ہو تو ایسی مدد اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں مانگی جاسکتی اور اگر اس نظریے کے تحت مدد کے لیے یا محمدؐ" یا رسول اللہؐ پکارا جائے تو یہ شرک ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں صحابہ کرامؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور انہیں کبھی بھی نام لے کر نہ پکارا کرتے تھے۔ بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ یہودی یا منافق بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمدؐ" کہہ کر بلایا یا پکارا نہیں کرتے تھے اور ایک یہودی کو تو ایک صحابی جناب ثوبانؓ نے اللہ کے نبیؐ کو یا محمدؐ کہہ کر پکارنے کی وجہ سے زور سے دھکا دے دیا تھا۔ (صحیح مسلم' کتاب الحیض)

اور جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمدؐ" کہہ کر بلایا کرتے تھے ان کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

(الحجرات : ۴) اے نبیؐ"

"بے شک جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے (یا محمد کہہ کر) پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں"۔ جناب اقرع بن حابس تمیمیؓ روایت کرتے ہیں

اِنَّہٗ نَادٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ' یَا مُحَمَّدُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یُجِبْہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ حَمْدِیْ لَزَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ لَشَیْنٌ فَقَالَ ذٰلِکَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ تفسیر ابن کثیر ج ۴' ص ۲۰۸)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (حجروں کے باہر سے) پکارا' پس کہا "یا محمدؐ" "یا محمدؐ" اور ایک روایت میں ہے "یا رسول اللہ" بس آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ' میرا تعریف کرنا زینت ہے اور میری برائی کرنا عیب ہے (گویا اس طرح اس نے اپنی تعریف کی) آپؐ نے فرمایا "ایسی ذات تو محض اللہ تعالیٰ کی ہے۔" اور ایک دوسری روایت میں جناب براء بن عازبؓ سے روایت ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ کے متعلق فرماتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے آیا اور اس نے (حجروں کے باہر سے پکار کر) کہا: یا محمدؐ (تفسیر ابن جریر بحوالہ تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۸ ج ۴ وَ سَنَدُہٗ حَسَنٌ) اس روایت کے باقی الفاظ اوپر والی روایت کی طرح ہیں۔ السنن الترمذی' کتاب التفسیر میں بھی اس مضمون کی روایت موجود ہے اور امام ترمذیؒ اسے حسن غریب کہتے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اسی طرح کا واقعہ حسن بصریؒ اور قتادہؒ نے بھی مرسلاً روایت کیا ہے۔ جناب زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ عرب کے کچھ لوگ جمع ہوئے اور کہنے لگے اس شخصؐ کے پاس چلو اگر وہ سچا نبیؐ ہے تو سب سے زیادہ اس سے سعادت حاصل کرنے کی ہم مستحق ہیں اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے پروں تلے (زیر سایہ) پل جائیں گے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا' پھر وہ لوگ آئے اور حجرے کے باہر سے پکارنے لگے یا محمدؐ' یا محمدؐ۔ پس اللہ تعالی نے آیت **ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون** نازل فرمائی۔

جناب زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالی نے تیری بات سچی کردی' اللہ نے تیری بات سچی کردی۔ (ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۸ ج ۴ و سندہ صحیح فی الشواھد) حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"**ثُمَّ إِنَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ذَمَّ الَّذِينَ يُنَادُونَهُ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ وَهِيَ بُيُوتُ نِسَائِهِ كَمَا يَصْنَعُ أَجْلَافُ الْأَعْرَابِ فَقَالَ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ**۔"

پھر اس آیت میں اللہ تعالی ان لوگوں کی مذمت کرتا ہے کہ جو آپؐ کے مکانوں کے پیچھے سے جو آپؐ کی بیویوں کے مکانات تھے آپؐ کو آوازیں دیتے اور پکارتے تھے جس طرح اعرابیوں میں دستور تھا تو اللہ تعالی نے (ان کے حق میں) ارشاد فرمایا کہ "ان میں اکثر بے عقل ہیں"۔

سوچنے کا مقام ہے کہ وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجروں کے باہر سے پکارا کرتے تھے ان کو اللہ تعالی نے بے عقل یعنی عقل سے خالی یا دوسرے الفاظ میں جانور قرار دیا۔ حالانکہ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے اور دنیا میں موجود تھے۔ اور جو لوگ اب ان کی وفات کے بعد دور دراز سے ان کو پکارتے اور آوازیں دیتے ہیں ان کے بے عقل ہونے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

(النور : ۶۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانو! "تم رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو ایسا خیال نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔" حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں "جناب ضحاک رحمہ اللہ جناب عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمدؐ، یا ابا القاسم کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آپؐ کی عظمت کے پیش نظر اس بات سے منع فرمایا اور فرمایا کہ (تم نبیؐ کو ان کا نام لے کر نہ پکارو بلکہ) یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔ اور یہی بات جناب مجاہد رحمہ اللہ اور جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے۔ اور جناب قتادۃ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہیں اور آپؐ کی عزت و تعظیم کریں۔ اور آپؐ سے آہستہ بولیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

جناب مقاتل رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب انہیں آواز دو تو ان کا نام لے کر یعنی یا محمدؐ کہہ کر نہ پکارو اور نہ "یا ابن عبداللہ" کہو لیکن انؐ کی عزت کرو اور یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔ (تفسیر ابن کثیر) عموماً انسان اپنے باپ کی تعظیم کے پیش نظر اسے نام لے کر نہیں پکارتا بلکہ ابا جان، ابو جی، والد صاحب وغیرہ کہہ کر خطاب کرتا ہے۔ تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو والد کے مقام سے بہت ہی زیادہ بلند ہے لہٰذا انہیں نام لے کر پکارنا اور یا محمدؐ کہنا کس قدر عظیم گستاخی ہے۔ اور جب یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں گستاخی خیال کی جاتی تھی تو پھر آپؐ کی وفات کے بعد ان باتوں کو دہرانا بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ کے مصداق ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ